کرنیں

روشن مینار

مدیر کے قلم سے

حضرت مولانا شاہ عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی رحمہ اللہ کا فیض ایک جہاں میں پھیلا، مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد اور نقشبندی سلسلہ کے بزرگ تھے، ابھی حال ہی میں "برکات غفوریہ" کے نام سے ان کی سوانح اور حالات پر مشتمل جناب سید حشمت علی صاحب کی لکھی ہوئی کتاب چھپی ہے، سید حشمت علی صاحب حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔ ۱۹۴۶ میں حضرت تھانوی کے وصال کے بعد حضرت شاہ مدنی سے وابستہ ہوئے اور تادم وفات خادم خاص رہے، انہوں نے اپنے شیخ کے مرض الوفات کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک رات مدینہ منورہ میں چوتھی منزل کی چھت پر حسب عادت آرام فرمارہے تھے، ڈیڑھ دو بجے کے قریب گھنٹی بجی تو دونوں جاگ گئے، فرمایا "دیکھ لیں، شاید کوئی مہمان ہے؟" سید حشمت صاحب کڑھتے دل کے ساتھ اترے، کنڈی کھولی تو ایک نووارد شخص کھڑا تھا، پوچھنے پر اپنا نام بتایا اور کہنے لگا "شیخ کے یہاں قیام کرنا ہے"، حشمت صاحب نے شیخ کو اطلاع کی، پہچانتے نہیں تھے لیکن فرمایا "اوپر بلالیں" آدھی رات بے آرام کرنے والے مہمان سے اس طرح خندہ جبینی کے ساتھ ملے، کہ پیشانی پر ایک بل تک نہ تھا، شفقت سے پوچھا "آپ مجھے کیسے جانتے ہیں؟"......انہوں نے کسی آدمی کا حوالہ دیا، لطف یہ کہ حضرت ان صاحب سے بھی واقف نہ تھے لیکن فرمانے لگے "بہت اچھا کیا، یہاں آگئے"...... کھانے کا پوچھا تو فرشتہ صفت بھولے مہمان نے سچ سچ بتادیا کہ "جی نہیں، کھانا تو نہیں کھایا" حضرت کمزوری اور بیماری کی اسی حالت میں دوسری چھت پر گئے، بچوں کو جگایا اور مہمان کے لیے کھانا تیار کرنے کا کہا، گھر والے مہمانوں کے عادی تھے، تھوڑی ہی دیر میں گرم کھانا آگیا، مہمان کو اپنے سامنے کھانا کھلایا، پھر حشمت صاحب سے کہا کہ "ان کے لیے فلاں کمرے میں بستر کا انتظام کردیں" وہ مہمان کو سلا کر آئے تو شیخ مہمان پر ترس کھا کر فرمارہے تھے کہ "گھر تلاش کرتے ہوئے معلوم نہیں بیچارے کو کتنی تکلیف ہوئی ہوگی، اللہ کرے اسے نیند آجائے۔

یہ علمائے امت کے اخلاق کی ایک جھلک اور اسلامی اخلاق وشفقت کا ایک پرتو ہے، رسول اللہ ﷺ کی سیرت انسانی اخلاق کی بلندیوں سے عبارت ہے، کوئی ملتا تو اس کی طرف پورے متوجہ ہوتے، ہاتھ تھمانے کے بعد جب تک خود نہ چھڑاتا، تھامے رکھتے، حد یہ کہ ایک بڑھیا ہاتھ سے پکڑ کر آپ کو مجمع سے الگ کرتی، آپ ساتھ چلتے، اس کی بات سنتے اور ضرورت پوری کرتے، حجاز کی گرمی کی طرح سردی بھی سخت ہے، لوگ ٹھٹھرتی صبح ٹھنڈا پانی لاتے، تقاضا کرتے کہ برتن کے ساتھ پانی میں بھی ہاتھ مبارک کا لمس ہو، خلقِ خدا کے تقاضے کی رعایت کے لیے حضور یہ تکلیف بھی گوارا کرتے۔ ایک بار ادب سے ناواقف دیہاتی نے چادر سے پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ جسم اطہر پر نشان پڑ گئے، کہنے لگا "حضور صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بھی دے دیں......" فرمایا "میں بخیل نہیں ہوں، اللہ کا مال آئے گا تو سب تم میں تقسیم کردوں گا"...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اس طرح عام تھی کہ ہر شخص اسے اپنے لیے خاص سمجھتا۔ علمائے امت حضور کے وارث اور اپنے اپنے نصیب اور وسعتِ دامن کے بقدر اخلاق نبوی سے حصہ پاتے ہیں...... شہروں کی مصروف زندگی کے قواعد اور پابندیوں نے اہل علم کو بہت حد تک مخلوق سے دور کردیا ہے...... اموات بٹتی، زبانِ خنجر چیختی اور اعتماد کی آڑ میں بے اعتمادی کا سانپ ڈستا ہے تو شہر کے علماء بھی سہم جاتے ہیں اور قربتوں کی بجائے فاصلوں میں عافیت سمجھتے ہیں، لیکن دیہات کے ربانی علماء کی شفتِ خلق کا مشاہدہ آج بھی عام ہے...... آج کل کراچی میں دیر کے گاؤں "سندل" سے قادری سلسلے کے بزرگ عالم دین حضرت مولانا سید محمود صاحب مد ظلہم تشریف لائے ہیں، ان کی تین چار مجلسوں میں حاضر ہونے کا موقع ملا، سراپا شفقت اور مجسمہ ایثار وہمدردی ہیں، عمر ایک سو تئیس سال ہے، تواضع کا یہ عالم کہ اس عمر میں بھی کوئی مہمان عالم آجائے تو کھڑے ہو کر معانقہ کرتے ہیں، دستر خوان پر بیٹھ جائے تو خود کھانے کی بجائے، ساتھ والوں کو کھلاتے ہیں، مستجاب الدعوات ہیں، مشہور ہوگیا کہ ان کا دم اکسیر کیمیا تاثیر ہے...... بیماریوں اور عوارض کی اس دنیا میں مکمل آرام وسکون سرخ گندھک کی طرح ناپید ہے، کسی کے کمر میں درد ہے تو کسی کے جوڑوں میں، اور جسے کوئی درد نہیں وہ کہتا ہے دماغ بوجھل اور دل پر بوجھ ہے...... دیکھا گیا کہ ہجوم کا ہجوم ان کی طرف اس غرض کے لیے بڑھ رہا ہے لیکن ضعف وپیری کے باوجود جبین پر ناگواری کی شکن تک نہیں۔ سرحد کے جلیل القدر بلکہ اپنے زمانے میں سرحد کے سب سے بڑے محدث حضرت مولانا نصیر الدین عورغشتوی رحمہ اللہ کے شاگرد اور قادری سلسلے کے مشہور بزرگ "سنڈاکئی بابا" کے خلیفہ ہیں "سنڈاکئی بابا" کا نام "ولی احمد" ہے اور ان کے حالات بڑے عجیب ہیں، ان کی عمر ایک سو نوے سال تھی اور صحت ایسی کہ آخر عمر تک ایک دانت بھی نہیں ہلا، "تحریک ریشمی رومال" میں مولانا میاں صاحب رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا "سوات میں سنڈاکئی ملا اور دوسرے مقامات میں کوہستانی ملا یا فقیر کے نام سے مشہور ہے، ستمبر ۱۹۱۵ء میں سوات میں برطانوی فوجوں پر حملہ کرنے کے لیے اس نے سواتی لوگوں کا لشکر کا جمع کرلیا تھا......" (ص ۳۹۹)

ابھی حال ہی میں پشاور یونیورسٹی سے "یہ کون ہے؟" کے نام سے کسی انگریزی کتاب کا ترجمہ شائع ہوا ہے، یہ کتاب "سنڈاکئی بابا" کے بارے میں ہے، لیکن ابھی تک مجھے نہیں مل سکی...... سنڈاکئی بابا، صاحبِ کشف وکرامات بزرگ، محقق عالم اور یاغستانی جہاد کے مرکزی کردار تھے۔ میں نے مولانا سید محمود صاحب سے ان کے حالات پوچھے تو حضرت نے ان کی کرامات کے کئی واقعات سنائے، خود اپنے بارے میں فرمایا کہ میری بینائی نہیں تھی، والد صاحب ہاتھ سے پکڑ کر ان کی خدمت میں لے گئے، انہوں نے ہاتھ آنکھوں پر پھیرا اور دیدے نور وروشنی سے اس طرح بھر گئے کہ ایک سو تئیس سال تک پہنچنے کے باوجود الحمدللہ کوئی فرق نہیں پڑا۔ خرق عادت امور کا صدور حقانیت کی دلیل نہیں...... سامری سے لے کر گاندھی تک ظلمتوں کی دنیا میں بھی خلاف عادت امور ظاہر ہوتے رہے ہیں، لیکن اتباع سنت اور شریعت پر استقامت کے وصف سے متصف ہونے کے بعد کسی خرق عادت امر کے ظہور کو کرامت کہا جاتا ہے جو اللہ کے قرب وولایت کی علامت ہوتی ہے...... حضرت سندل بابا مد ظلہم کے متعلق اہل علم کے لیے یہ بات حیرت انگیز خوشگوار انکشاف کا درجہ رکھے گی کہ حضرت نے قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ سے براہِ راست دو سال تک شرف تلمذ حاصل کیا اور یوں اس وقت یہ واحد بزرگ عالم دین دنیا میں موجود ہیں جنہیں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی زیارت اور براہِ راست ان سے پڑھنے کی سعادت حاصل ہے۔ یاد رہے کہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی وفات ۱۳۲۳ھ میں ہوئی تھی، اس وقت حضرت سندل بابا کی عمر تقریباً بائیس (۲۲) سال تھی...... شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب مد ظلہم ان کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے، علماء اور طلبہ کی بڑی تعداد موجود تھی، اس مجلس میں "سندل بابا" نے حضرت شیخ کو خلافت عطا فرمائی اور یہ عبارت احقر سے لکھوائی...... "میں احقر العباد سید محمود اپنے پیر ومرشد، امام ہمام، عالم، عامل، ولی کامل، عارف، واصل، محقق، فاضل، شیخ الشیوخ، فرید عصر، وحید دہر حضرت اقدس ولی احمد المعروف سنڈاکئی بابا رحمۃ اللہ علیہ والغفران کی طرف سے بیعت قادری میں مرخص ہو، میں نے آج 10 رجب سنہ ۱۴۲۴ھ نماز عشا سے قبل حضرت شیخ الشیوخ مولانا سلیم اللہ خان صاحب کو...... (بحضور مولانا مفتاح اللہ صاحب، مولانا ہدایت اللہ صاحب، مولانا یٰسین صاحب، مولانا سعید الرحمٰن صاحب، مولانا خلیل اللہ صاحب، مولانا محمد قاسم صاحب، مولانا مطیع الرحمٰن صاحب، مولانا محب اللہ صاحب، مولانا سلیمان صاحب، مولانا انعام اللہ صاحب، مولانا عنایت الرحمان صاحب، مولانا فضل منان صاحب، مولانا عبدالودود صاحب) اپنا خلیفہ بنایا اور بیعت لینے کی اجازت دی"۔

اخلاق نبوی کے حامل اس طرح کے بزرگ روشن مینار ہوتے ہیں، ایسے مینار جسے دیکھ کر بھٹکے مسافر راہ پاسکتے ہیں...... اور عظمتوں کے گم شدہ قافلے ظہور میں آسکتے ہیں!!!